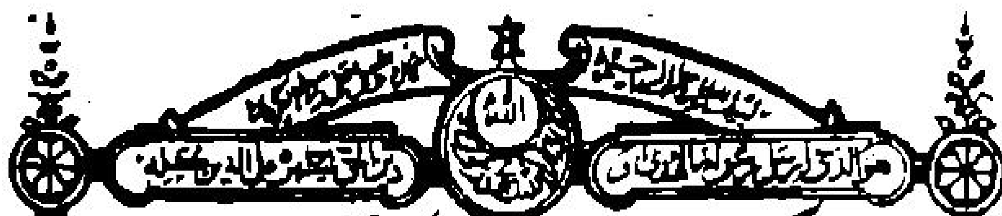
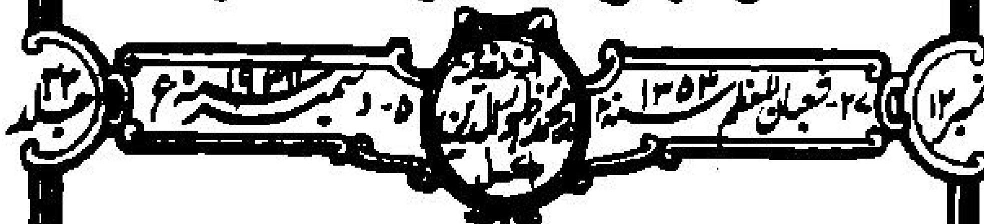


دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان



ریویو آف ریلیجنز

قادیان کے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

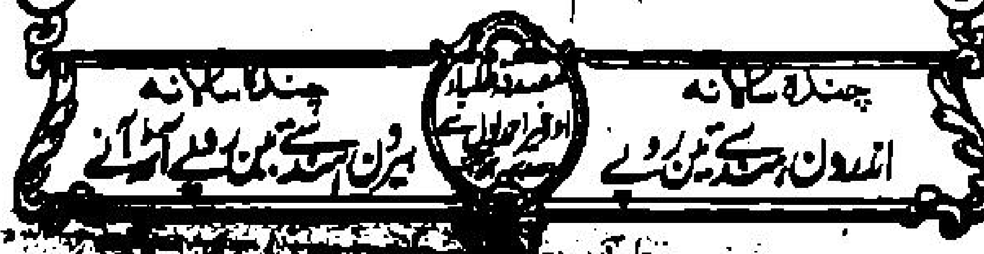


حضرت مسیح موعود علیہ السلام فارسی الاصل ہیں

نوشتہ

مولانا عبدالرحیم صاحب ایم۔ اے بی ٹی

امام مسجد فضل لنڈن



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فارسی الاصل ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب البریہ میں فرماتے ہیں۔ "خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادے **فارسی الاصل** ہیں" چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۶ کے حاشیہ پر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "خدا کے کلام میں مجھے **فارسی الاصل** ٹھیرایا ہے" پھر اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۷ پر فرماتے ہیں۔ "خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان **فارسی** خاندان ہے" حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۷، ۷۸، کے نوٹ میں فرماتے ہیں۔ "اس عاجز کا خاندان دراصل **فارسی** ہے"۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۰۱ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں "سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان **فارسی الاصل** ہے" تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۲۹ پر آپ فرماتے ہیں۔ "میرے پاس **فارسی** ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں" استفتاء صفحہ ۷۷ پر فرماتے ہیں:۔ "**ولکن اللہ اوحی الیّ انہم کانوا من بنی فارس لا من الاقوام الترکیۃ**"

عام طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان مغلیہ کہلاتا ہے جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔ "ہمارا خاندان **مغلیہ** خاندان مشہور ہے" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۶ نوٹ) اسی طرح اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۷ پر فرماتے ہیں۔ "اس خاکسار کا خاندان بظاہر **مغلیہ** خاندان ہے" پھر فرماتے ہیں۔ "نہ معلوم کس غلطی سے **مغلیہ خاندان** کے ساتھ مشہور ہو گیا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۷، ۷۸، نوٹ) کتاب البریہ میں فرماتے ہیں۔ "ہماری قوم **مغل برلاس** ہے" حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۱ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ "ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے **مغلیہ** خاندان کہلاتا ہے"

بندوبست مال سال ۱۸۶۵ء کے کاغذات کے ساتھ جو آپ کے خاندان کا شجرہ نسب منسلک ہے اس میں یہ نوٹ درج ہے۔ "کہ مرزا ہادی بیگ قوم **مغل** گوت **برلاس** مورث اعلیٰ ہم مالکان دیہہ......" پنجاب چیفس میں لکھا ہے "ایک **مغل** مسمی ہادی بیگ باشندہ **سمرقند** اپنے وطن کو چھوڑ کر پنجاب میں آیا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تحریرات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کے آباؤ اجداد سمرقند کے رہنے والے تھے۔ چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۰ (پہلے اڈیشن) میں لکھا ہے۔ "بزرگ اجداد اس نیاز مند الٰہی کے خاص **سمرقند** سے ایک جماعت کثیر کے ساتھ کسی سبب سے جو بیان نہیں ہجرت کر کے دہلی میں پہنچے" اور کتاب البریہ میں فرماتے ہیں "میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اَب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں **سمرقند** سے آئے تھے"

مرزا ہادی بیگ صاحب مورث اعلیٰ کے متعلق سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۹ پر لکھا ہے۔ کہ "وہ حاجی برلاس کی اولاد میں سے تھے جو تیمور کے چچا تھے" یہ مجھے علم نہیں کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ حضرت صاحبؑ کی کسی اپنی تحریر سے اخذ کیا ہے یا اپنے خاندان کے پرانے کاغذات سے اس کا پتہ لگایا ہے۔

اب دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ تیمور کے خاندان کی اصل کیا ہے۔ اگر وہ ایرانی ثابت ہو جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی ایرانی ثابت ہو جائینگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خاندان کی گوت **برلاس** بیان کی گئی ہے اور تیمور کے متعلق ثابت ہے کہ وہ **برلاس** قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ چنانچہ Harold Lamb (ہیرلڈ لیم) اپنی کتاب Tamerlane (ٹیمرلین) (مطبوعہ U.S.A-1928) کے صفحہ ۲۲ پر لکھتا ہے کہ تیمور کا باپ قبیلہ **برلاس** کا سردار تھا۔ اسی طرح A. Vambery (اے۔ ویمبرے) اپنی کتاب History of Bokhara (ہسٹری آف بخارا) (مطبوعہ لندن ۱۸۷۳) کے صفحہ ۱۶۳ کے نوٹ میں لکھتا ہے۔ کہ تیمور کا قبیلہ **برلاس** تھا۔ اور H. G. Raverty (ایچ۔ جی۔ ریورٹی) اپنے ترجمہ Tabakat Nasiri (طبقات ناصری) کے صفحہ ۱۰۹۴ کے نوٹ میں بابر کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ **برلاس مغل** تھا اور بابر تیمور کی اولاد میں سے ہے۔ Sir Percy Sykes (سر پرسی سائیکس) اپنی کتاب Persia (پرشیا) مطبوعہ اکسفورڈ ۱۹۲۲ کے صفحہ ۶۰ پر لکھتا ہے۔ کہ تیمور **برلاس** قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں تیمور کے نیچے لکھا ہے کہ اس کا باپ **برلاس** قبیلہ کا رئیس تھا۔ اسی طرح Memoirs of Timur میمائرز آف تیمور (تزک تیموری) کے صفحہ ۲۹ پر تیمور کا باپ دُعا مانگتا ہے کہ خدا اسے ایک ایسا لڑکا دے جو قبیلہ **برلاس** کی عزت و شہرت کو دو بالا کرنے والا ہو۔ غرض تمام تاریخیں اس امر پر متفق نظر آتی ہیں کہ تیمور کے قبیلہ کا نام **برلاس** تھا۔

دوسرا امر جس پر تمام مورخین اتفاق کرتے ہیں یہ ہے کہ تیمور کا قبیلہ **کش** اور **سمرقند** میں

آباد تھا۔ چنانچہ Memoirs of Timur (میمائرز آف تیمور) کے صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے۔
کہ قراچار نے (جس کی بابت اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے کہ وہ اس قبیلہ میں سے پہلا شخص تھا جس
نے اسلام قبول کیا) **کش کے میدانوں** کو اپنے قبیلہ برلاس کے لئے مقرر کر دیا تھا۔
Harold Lamb (ہیرلڈ لیم) اپنی کتاب کے صفحہ ۴۲ پر یہی لکھتا ہے۔ (Vambray
اپنی کتاب صفحہ ۱۶۲ پر لکھتا ہے۔ کہ برلاس قبیلہ کے لوگوں نے کش اور نخشب Nakhsheb
میں اپنی ایک خود مختار ریاست قائم کر لی تھی۔ مارخم لکھتا ہے Preface to Embassy to
the Court of Timur by C.R. Markham, London MDCCCLIX Page XII. (دیباچہ "دربار
تیمور میں سفارت" مصنفہ سی۔ آر۔ مرخم مطبوعہ لندن صفحہ ۱۲) تیمور کے جد امجد قراچار نے قبیلہ
برلاس کو **سمرقند کے قریب شہر کش کے ارد گرد** حکومت دیدی تھی۔ تاریخ رشیدی کے ترجمہ انگریزی
(مطبوعہ لندن ۱۸۹۵ء) جو سر ڈینی سن راس نے کیا ہے۔ صفحہ ۱۸ (باب ۵) پر لکھا ہے کہ **علاقہ کش مع اپنے
ماتحت علاقوں** کے امیر قراچار کے ماتحت تھا۔ یہ ظفر نامہ کے حوالہ سے لکھا گیا ہے۔

پیشتر اس کے کہ میں تیمور کی قومیت پر بحث کروں۔ چند ایک امور یہاں عمومی رنگ میں بیان
کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تا اس سوال کے تمام پہلوؤں پر غور کیا جا سکے۔

کسی شخص کی قومیت کا فیصلہ میرے نزدیک مندرجہ ذیل طریق سے کیا جا سکتا ہے:۔
(۱) اس شخص کے خاندان کی اپنی روایات (۲) اس شخص کے آبا و اجداد کے رہنے کی جگہ (۳)
اس کے آبا و اجداد کی زبان (۴) ان کے جسمانی خصائص مثل قد رنگ شکل سر آنکھ ناک کان وغیرہ
(۵) تمدنی کیفیت (۶) شجرہ نسب۔

خاندانی روایات کی اہمیت محتاج وضاحت نہیں۔ کیونکہ عموماً ایسے سوالات کا فیصلہ روایات
پر ہی کیا جاتا ہے۔ لیکن اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ بسا اوقات جاہ و حشمت کا شوق یا حصول ایک گھرانہ
کی روایات کو مختلف وجوہ سے بالکل ناقابل اعتبار بنا دیتا ہے اور بعض دفعہ ایک قوم کے افراد
اپنے آپ کو دوسری معزز قوم کی طرف کسی نہ کسی طرح منسوب کر لیتے ہیں۔ اس لئے قاعدہ کلیہ کے طور پر
خاندانی روایات کی صحت تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ گو سب سے بڑا ثبوت قومیت کے فیصلہ کا روایات ہی
ہوا کرتی ہیں۔

رہائش کی جگہ کا قومیت سے تعلق بالکل ظاہر ہے۔ عرب کے باشندوں کو عرب اور مصر کے رہنے
والوں کو مصری اور انگلستان کے لوگوں کو انگریز اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے اپنے ملک سے تعلق رکھتے ہیں

لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ عرب کے لوگ سپین میں جا کر آباد ہو سکتے ہیں اور انگلستان کے لوگ امریکہ اور آسٹریلیا چلے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ عارضی طور پر اور بعض دفعہ مستقل طور پر اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک ملک میں دوسری قوم کے لوگ بھی رہتے ہوں۔ مہذب ممالک میں آجکل ۵ یا ۷ سال کی رہائش پر بعض غیر ملکی لوگوں کی قومیت کو Naturalisation (نیچرالائی زیشن) (حصول وطنیت کے طریق پر اس ملک کے باشندے تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ سینکڑوں سال کی رہائش سے ایک قوم دوسری قومیت میں قطعی طور پر تبدیل ہو جائے۔

زبان کا معاملہ بھی اسی قسم کا ہے۔ ایران کے رہنے والے شخص کی زبان ایرانی ہو گی اور انگلستان والے کی انگریزی۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر وہ شخص جو انگریزی بولتا ہے وہ انگریز ہی ہو۔

جسمانی خصائص بھی فیصلہ کن نہیں تسلیم کئے جا سکتے۔ عمومی رنگ میں بے شک ہر قوم کے اپنے اپنے جسمانی خصائص ہیں لیکن آب و ہوا اور گرد و پیش کے حالات رشتہ ناطہ وغیرہ سے ایسا اختلاط ممکن ہے کہ ایک قوم کے افراد کے نقش و نگار بالکل بدل جائیں۔

تمدنی کیفیت سے بھی کوئی قطعی قاعدہ کلیہ اخذ نہیں کیا جا سکتا البتہ شجرہ نسب اگر صحیح صحیح محفوظ ہو تو ایک بہت مضبوط دلیل قومی شناخت کی قرار دیا جا سکتا ہے۔

بہرحال کسی ایک بات کو لیکر کسی قوم کے متعلق نتیجہ نکال لینا ہر حالت میں صحیح نہیں ہو سکتا۔ مگر بحیثیت مجموعی تمام پہلوؤں پر غور کر کے اگر کوئی نتیجہ نکالا جائے تو یقینی طور پر صحیح کہا جا سکتا ہے۔

اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ تیمور کی قومیت کے سوال پر ابھی تک کسی مصنف نے مستقل طور پر کوئی بحث نہیں کی اور اس وجہ سے جہاں تک میں نے تحقیقات کی ہے اس کی قومیت کے متعلق اسقدر اختلاف ہے کہ شاید ہی کسی دوسرے مشہور بادشاہ کے متعلق ہو کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔

Harold Lamb اپنی کتاب Tamerlane (ٹیمرلین) مطبوعہ نیویارک ۱۹۲۸ء کے آخر میں لکھتا ہے کہ تیمور کے قبیلہ کے لئے تاتار کے لفظ سے زیادہ موزوں اور کوئی لفظ نہیں معلوم ہوتا۔ شریف الدین۔ میرخوند اور خوندامیر اور ابو الغازی اسی لفظ کو استعمال کرتے ہیں۔ Sir Henry Howorth (سر ہنری ہاورتھ) کے متعلق بھی Harold Lamb کہتا ہے کہ وہ لفظ تاتار کو Best Alternative (بہترین مترادف) خیال کرتا ہے۔ Prof. E. G. Brown (پروفیسر ای جی براؤن) کے متعلق بھی اس کا یہی خیال ہے۔ Clavijo (کلیوی جو) صفحہ ۱۲۹ پر کہتا ہے کہ تیمور بیگ

Zagatay Tartars (چغتائی تاتاریوں) کی اولاد میں سے ہے۔ William
Erskine (ولیم ارسکائن) Preface to Memoirs of Babar
(تزک بابری کے دیباچے) مطبوعہ لنڈن ۱۸۲۶ء کی تمہید میں صفحہ ا پر لکھتا ہے۔
Babar was of Tartar race کہ بابر تاتاری نسل سے تھا پھر
صفحہ ۲۶ پر لکھتا ہے کہ بابر کا Tartars (تاتاریوں) کی دونو شاخوں سے تعلق تھا۔ باپ کی طرف
سے تیمور تک پہنچتا تھا اس لئے وہ ہمیشہ اپنے آپ کو ترک کہتا تھا اور ماں کی طرف سے چنگیز تک جاتا تھا
اس لئے وہ مغل تھا۔ Erskine (ولیم ارسکائن) کہتا ہے کہ تیمور کا خاندان گو در اصل مغل تھا
لیکن چونکہ وہ کش میں دو سو سال تک آباد رہے تھے اور وہاں ترک آباد تھے اس لئے ان کی زبان
اور تمدن ترکی ہو گیا تھا اس وجہ سے وہ اپنے آپ کو ترک ہی خیال کرتے تھے۔
Chambers Encyclopoedia (انسائیکلو پیڈیا مصنفہ چیمبر) میں Timur
(تیمور) کو Tartar (تاتار) لکھا ہے۔ William E. Curtis (ولیم ای۔ کرٹس)
نے بھی اپنی کتاب ترکستان مطبوعہ لنڈن MCMXI میں تیمور کو Half Chinese, half Turk
(نصف چینی اور نصف ترک) اور All Tartar (بالکل تاتاری) لکھا ہے۔ سر ولیم جونز تیمور کو
Tartarian Conqueror (تاتاری فاتح) لکھتا ہے (انسائیکلو پیڈیا
برٹینیکا تیمور کے نیچے) H. G. Keen (ایچ۔ جی۔ کین) اپنی کتاب The Turks
in India (دی ٹرکس ان انڈیا) "ترک ہندوستان میں" کے صفحہ ۲۲ پر تیمور کو Tartar
(تاتاری) لکھتا ہے۔ بعض مصنفین تیمور کو منگولی قرار دیتے ہیں جیسے E. Blochet
(ای۔ بلاکٹ) اپنی کتاب Introduction A L'Histoire Des Mongols
"تاریخ مغلیہ کی تمہید" کے دیباچے میں جو فرانسیسی زبان میں ہے۔ تیمور کو منگولی یعنی مغل
لکھتا ہے۔ Everyman's Encyclopeodia (ایوری مینز انسائیکلو پیڈیا)
جلد ۱۲ مطبوعہ لنڈن صفحہ ۱۶۲ پر تیمور کو منگول قرار دیا ہے۔
Chambers Encyclopadia (انسائیکلو پیڈیا مصنفہ چیمبر) میں بھی اسے
منگول لکھا گیا ہے۔
P. T. Etheelton (پی۔ ٹی۔ ایتھرٹن) جو چینی ترکستان میں قنصل جنرل تھے اپنی
کتاب In the heart of Asia (ان دی ہارٹ آف ایشیا) مطبوعہ لنڈن ۱۹۲۵ء میں

تیمور کو منگول بیان کرتے ہیں۔
Soviet Encyclopodia (سوویٹ انسائیکلو پیڈیا) مطبوعہ ۱۹۳۰ء
میں تیمور کے قبیلہ کو منگولی قرار دیا گیا ہے۔
Major Raverty (میجر ریوڑٹی) کو اصرار ہے کہ تیمور وغیرہ مغل تھے نہ کہ منگول۔
مطلع السعدین و مجمع البحرین میں جو عبد الرزاق ابن اسحاق السمرقندی کی تصنیف ہے، اسے مغول ٹھیرایا گیا ہے۔
Turk (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا) Encyclopedia Brittanica میں
(ترک) اور Mogul (مغل) کے نیچے لکھا ہے کہ مغل اور منگول ایک ہی لفظ کی دو شکلیں معلوم ہوتی ہیں۔ پرتگیزوں نے پہلے یہ لفظ استعمال کیا تھا۔
N. E. Lias (این۔ الیاس) تاریخ رشیدی کے انگریزی ترجمہ کی تمہید کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ منگول اور مغل ایک ہی چیز ہے۔
History of Bokhara (اے ویمبری) A. Vambery اپنی کتاب
(ہسٹری آف بخارا) صفحہ ۱۶ مطبوعہ لندن ۱۸۷۳ء میں لکھتا ہے کہ Hammar
اور Weil (ہیمر اور ویل) میر خوند اور شریف الدین کی بنیاد پر سمجھتے ہیں کہ تیمور منگول تھا
مگر یہ غلط ہے۔ بقول Harold Lamb (ہیرلڈ لیمب) کے Leon
Cahun (لی آن کیہن) اور A. Vambery (اے۔ ویمبرے) تیمور کو ترک بنانے میں اصرار کرتے ہیں۔
Heart of Asia اپنی کتاب (راس) Ross اور (سکرائن) Skrine
(ہارٹ آف ایشیا) مطبوعہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۶۸ پر لکھتے ہیں۔ تیمور کے پہلے مورخین اس کا شجرہ نسب
چنگیز خاں کے ساتھ ملانے پر خاص خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ لیکن یہ ایک Long
Exploded Myth (ایسا فسانہ ہے جس کا مدت سے بھانڈا پھوٹ چکا ہے)
تیمور یقیناً ایک ترک تھا۔
Aldred Lectures اپنے (سر۔ ڈی۔ راس) Sir D. Ross
(آلڈریڈ لیکچرز صفحہ ۳) میں جو اپریل مئی ۱۹۲۹ء میں دیئے گئے کہتا ہے کہ تیمور اور بابر ترک تھے۔

Encyclopoedia Britanica (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا) میں Turks (ترک) کے تحت میں Sir Charles N.E.Elbot (سر چارلس این۔ای۔ایلیٹ) لکھتا ہے کہ تیمور Turk (ترک) تھا۔

C.R. Markham (سر۔آر۔مرخم) Preface to Embassy to the court of Timour ("دربار تیمور میں سفارت" کے دیباچے) مطبوعہ لندن MDCCCLIX میں لکھتا ہے:۔

"Timour was of the race of Toorkish wanderers"

تیمور ترکوں کی خانہ بدوش قوم میں سے تھا

اور پھر اپنی کتاب History of Persia (ہسٹری پرشیا) کے صفحہ ۲۴۰ پر بھی یہی لکھتا ہے۔

N. Elias (این۔الیاس) جو خراسان اور سیستان میں قنصل جنرل تھے۔ تاریخ رشیدی (مطبوعہ لندن ۱۸۹۸ء) کے ترجمہ انگریزی کی تمہید کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں:۔

"Timur belonged to the Burlas, a Turki tribe of distinguished lineage."

(تیمور برلاس قبیلے سے تھا جو ایک مشہور ترکی قوم تھی)

Capt. John Stevens (کپتان جان سٹیونز) اپنی کتاب History of Pessia (ہسٹری آف پرشیا) مطبوعہ لندن MDCCXV کے صفحہ ۲۱۲ پر لکھتا ہے کہ تیمور چنگیز خان کی اولاد میں سے تھا۔

پروفیسر A. C. Moule کیمبرج سے مجھے اپنے خط مورخہ ۱۶۔جون ۱۹۳۳ء میں لکھتا ہے:۔

(C332 fol. Lao)

Timur is mentioned in the Ming Shih (as the Rulers of Samarkand and from the title given him it seems to accept the belief that he was of the same race as Chingis. You will find this passage Translated in Bretschneider, med. Res. II P. 256.

(منگ شی C332 fol Lro. میں تیمور کو سمرقند کا بادشاہ لکھا ہے جس سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ تیمور چنگیز کی نسل سے تھا۔ اس عبارت کا ترجمہ بریٹشنائڈر کی کتاب میڈیول ریسرچ جلد دوم صفحہ ۲۵۶ پر بھی ملیگا۔)

Malcolm (میلکم) اپنی کتاب History of Persia میں لکھتا ہے:

"تیمور کے خوشامدی مورخوں نے اس کا نسب مغل بادشاہ کے ساتھ ملا دیا ہے۔"

Howorth بھی اپنی کتاب History of Mongols جلد اوّل صفحہ ۱۴۱ پر یہی لکھتا ہے۔

ابن عرب شاہ (مطبوعہ ۱۸۱۸ء کلکتہ صفحہ ۱۰) پر لکھتا ہے:۔ والترك لهم قبائل وشعب..... قبيلة الرابع اسمها برلاس وكان تيمور ابن رابعهم في الناس۔

Ahmad Zaki walidi (احمد زکی ولیدی) نے جو قسطنطنیہ میں کئی سال پروفیسر رہ چکا ہے اور جس کا پتہ مجھے مشہور پروفیسر Minrosky (منروسکی) نے دیا تھا مجھے بتایا ہے کہ C. Dohsson (سی۔ ڈاسن) اپنی کتاب Histoire des Mongoles (ہسٹری۔ ڈی۔ منگولز) مطبوعہ Paris (پیرس) سنہ ۱۸۳۴ء صفحہ ۹، ۱۰ و ۱۱ جلد دوم پر لکھتا ہے:۔ کہ جو نسب نامہ تیمور کا چنگیز خاں کے ساتھ ملایا گیا ہے یہ اس کی اولاد کا کام ہے اور یہ صحیح نہیں۔ اس نے مجھے یہ بھی لکھا ہے کہ Barthold (بارتھلڈ) اپنی تصنیف "الغ بک و دور الغ بک" کے صفحہ ۱۳، ۱۹ اور "موقع و اہمیت ولایات بحر خزر در عالم اسلام" صفحہ ۹۵ پر لکھتا ہے کہ امیر تیمور ایک بلند نسب شخص تھا۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام نے تیمور پر جو آرٹیکل لکھا ہے اس میں بھی کوئی بحث نہیں کی گئی کہ تیمور کی نسل کیا تھی۔ نہ ہی قبیلہ برلاس کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

Embassy of the union of Soviet Socialist republics London. (لندن کے سوویٹ روس کے سفارت خانے) کو میں نے خط لکھ کر دریافت کیا تھا کہ روسی علماء کا تیمور کی نسل کے متعلق کیا خیال ہے۔ اس پر Embassy (سفیر مذکور) نے Leningrad academy of Science (لینن گریڈ کے علمی ادارے) کو خط لکھ کر دریافت کیا۔ اور مجھے اپنے خط مورخہ یکم اگست سنہ ۳۳ء کے ذریعہ اطلاع دی کہ روسی علماء نے تیمور کی نسل کے متعلق کسی قسم کی بحث نہیں کی ہے۔

Ahmad Zaki walidi (احمد زکی ولیدی) کو اصرار ہے کہ تیمور کا شجرہ نسب چنگیز خاں کے ساتھ جا ملتا ہے۔ یعنی یہ کہ جو شجرہ نسب تیمور کی قبر پر درج ہے وہ درست ہے۔ اس کا بڑا ثبوت اس کے نزدیک یہ ہے کہ رشید الدین اس کی تائید کرتا ہے۔ کتاب معز الانساب اس کے خیال میں شعب پنجگانہ کا دوسرا نام ہے جو رشید الدین نے جامع التواریخ کی ایک جلد کے طور پر لکھی تھی۔ یہ کتاب فارسی میں ہے اور سنہ ۱۹۲۶ء میں Walidi نے استنبول کی ایک کتب خانہ میں پائی تھی

شعب پنجگانہ میں جو رشید الدین کی تصنیف ہے لکھا ہے:۔

برولاتای قراچار از قوم برولاس ایں امیر ہزارہ بود۔ چنگیز خاں نے تقسیم کے وقت اسے ہزارہ سمیت جغتائی کو دیدیا تھا۔

ایچیل نویان کا بھی رشید الدین نے ذکر کیا ہے اپنی کتاب جامع التواریخ میں:۔

رشید الدین کی کتاب کا یہ نسخہ ۷۱۷ ہجری میں بغداد لکھا گیا تھا یعنی اس کی زندگی میں۔ قسطنطنیہ کی لائبریری میں اس کا نمبر ۱۵۱۸ ہے۔ اس کے ورق ۲۰۰ پر لکھا ہے کہ ہزارہ بالاتای (لاولاتای) قراچار برولاس بود۔ اس کے بیٹوں میں سے ایک امیرا باقاخاں کی خدمت میں بھی تھا اور اس کو ترقی دی گئی تھی۔ اس کا نام ایچیل نویان تھا۔ پھر لکھا ہے کہ چنگیز خاں نے اس امیر کو (قراچار) اور جلدیر کے امیر کو اور دو اور امیروں کو جغتائی کو دیدیا تھا۔

شعب پنجگانہ میں ان سب امیروں اور ہزاروں کی تصریح بھی موجود ہے۔

ورق ۲۴ پر ایچیل نویان اور کوکو بہادر کا بھی ذکر ہے اور لکھا ہے کہ کوکو بہادر نہایت عقلمند اور فصیح شخص تھا۔

Petersburgh (پیٹرزبرگ) میں جو نسخہ ہے اس میں ایچیل کا نام نہیں ہے بلکہ جگہ خالی ہے۔

شعب پنجگانہ میں لکھا ہے۔ قراچار بوز انجار کی اولاد میں سے تھا گویا چنگیز خاں کے ساتھ اس کا نسب ملا دیا ہے۔

پھر اس نسخہ میں جو برزیرین نے آڈٹ کیا ہے جلد ۱۱۱ متن صفحہ ۶۶ پر لکھا ہے:۔

تومنہ خاں کے ۹ فرزندوں میں سے ایک قاجول تھا کہ جس سے برولاس کی شاخ چلی۔ اور اس کا بیٹا اردم جو بردمع (ایردمچی بارولا) تھا۔

گویا کہ رشید الدین نے صرف سوغوجغن جو قراچار کا باپ ہے اس کا ہی ذکر نہیں کیا بلکہ باقیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

تیمور سے پہلے معز الانساب میں امیر حاجی بن بورالغی نے قبیلہ بارلاس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ ہزارہ کلاں تھا۔

حیدر میرزا دوغلات بھی برلاس ہزارہ کا تعریفی رنگ میں ذکر کرتا ہے حالانکہ وہ مدمقابل ہے۔ تیمور کی عمر ابھی ۱۷۔۱۸ سال تھی کہ اس کی شادی امیر گھرانے میں ہوگئی۔ یعنی امیر قازاقاں کی بیٹی

ترکانزا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خاندان غیر معروف نہ تھا۔

ابن عرب شاہ جو تیمور کا دشمن تھا۔ یہ لکھتا ہے کہ ترا غائی کان احد ارکان السلطان۔

قبیلہ برلاس کی اہمیت کے متعلق جو دلائل Walidi ولیدی نے دیئے ہیں وہ بے شک درست ہوں لیکن محض اس وجہ سے تیمور کا شجرہ نسب چنگیز خاں سے نہیں ملایا جا سکتا۔ البتہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ تیمور سے پہلے کسی مستند کتاب میں شجرہ نسب دونو کا ایک لکھا ہے تب Walidi کی بات پایہ ثبوت کو پہنچ سکتی ہے۔ لیکن جن نسخوں پر Walidi اپنے خیال کی بنیاد رکھتا ہے وہ ابھی تک مسلّم نہیں مانے گئے۔ بلکہ جہاں تک میری تحقیقات ہے تمام مصنفوں میں سے Barthold (بارتھلڈ) کا پایہ تنقید اور علم کے لحاظ سے بہت بلند ہے اور انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں بھی اس کے مضامین درج ہیں۔ اس کے مقابلہ میں صرف Sir Denison Ross. Walidi کی رائے کو وزن نہیں دیا جا سکتا۔

(سر ڈینی سن راس) Barthold کی کتاب Turkistan down to the mongol invasion. (ترکستان مغلوں کے حملے تک) کی طبع ثانی 1928 کی تمہید میں لکھتا ہے:۔

"That the actual Alterations in the text of the work have, inspite of this, been relatively slight is the strongest tribute to the thoroughness and critical acumen of the author."

یعنی قابل مصنف نے یہ کتاب روسی زبان میں ۱۹۰۰ میں لکھی تھی اور ۱۹۲۸ء میں اس نے اس پر نظر ثانی کی ہے جبکہ معلومات کا دائرہ نہایت ہی وسیع ہو گیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے مصنف نے اپنی کتاب میں بہت کم تبدیلی کی ہے۔ اس سے بڑھکر اس کی قابلیت کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

Barthold کہتا ہے کہ رشید الدین کی کتاب کے جتنے نسخے یورپ میں موجود ہیں ان سب میں سے قدیم وہ نسخہ ہے جو برٹش میوزیم میں Add 16, 688 نمبر رکھتا ہے۔ (Rieu, Catalogue 78-9) یہ ایک ہی نسخہ چودھویں صدی عیسوی کا ہے۔

باقی جتنے نسخے موجود ہیں وہ پندرھویں صدی عیسوی یا اس کے بھی بعد کے ہیں۔

رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں جو نسخہ ہے اس کی تاریخ اسی کے (۷۱۴ ہجری) ۱۳۱۴ء درج ہے

مگر یہ صرف ایک حصّہ کا عربی ترجمہ ہے۔* اس میں مُصنّف کہتا ہے کہ:-

"The establishment of the Text presents great difficulties; even if only fine and old copies are compared with each other we find a whole series of very material contradictions, especially in the geneology of the Chingizids" (P. 48)

(متن کے سمجھنے بہت ہی مشکلات پیش آئی ہیں۔ اگر پُرانے اور عمدہ نسخوں کا آپس میں مقابلہ کیا جائے۔ تو اختلافات کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ خصوصاً چنگیزیوں کے نسب نامے میں تو بہت ہی اختلاف پایا جاتا ہے۔)

صفحہ ۴۲ پر لکھتا ہے:-

"Nevertheless, the "Collection of Chronicles" was not preserved intact even in the historian's native land."

(تاہم "کلیکشن آف کرانی کلز" یعنی مجموعہ تواریخ مصنّف کے اپنے ملک میں بھی بالکل محفوظ نہیں رہی۔)

رشید الدین کی زندگی پر اگر نظر ڈالی جائے تو معاملہ اور بھی مشتبہ ہوجاتا ہے۔ ۱۳۱۸ء میں ابوسعید کے عہد سلطنت میں He was accused of treachery (اس پر دغابازی کا الزام لگایا گیا اور وہ قتل کردیا گیا) and executed خود اس کے ہمعصروں میں اس کے خلاف جذبات موجود تھے۔ اس کے قتل کئے جانے کے بعد کسی نے اس کی کتاب کی حفاظت نہیں کی حتیٰ کہ خود اس کا ایک بیٹا ۱۳۲۸ سے ۱۳۳۶ تک وزیر سلطنت رہا۔ مگر اس نے بھی کوئی کوشش نہیں کی۔ اور کہتے ہیں کہ جب پندرھویں صدی کے شروع میں سلطان شاہ رخ کے حکم کے ماتحت باقی ماندہ نسخوں کی تلاش شروع کی گئی تو ایک بھی

---

* انڈیا آفس میں جو نسخہ ہے وہ غالباً (۱۰۰۱ء ہجری) ۱۵۹۲ء کا لکھا ہے Walidi کا نسخہ اس کے سال بعد کا ہے۔

نسخہ مکمل نہ مل سکا۔ علاوہ ازیں انیسویں صدی کے شروع میں شاہرخ کے زمانے کی کوشش بھی ضائع ہو گئی۔ اور Quatremere (کواٹری میر) نے جب ۱۸۳۶ میں رشید الدین کی کتاب جمع کرنا چاہی تو صرف ایک حصہ ہی دستیاب ہو سکا۔ ان حالات میں Walidi کا صرف ایک نسخہ پر اپنے خیال کی بنیاد رکھنا ہرگز قابل اعتبار نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

Juwayni (جوینی) رشید الدین سے پہلے کا مصنف ہے ۶۸۱ھ ۱۲۸۳ء میں فوت ہوا۔ اس نے تاریخ جہان کشا ۱۲۶۰ء ۶۵۸ میں لکھی ہے۔ Barthold کی رائے میں جوینی رشید الدین سے زیادہ قابل اعتبار ہے وہ کہتا ہے:۔

"Juwayni's vast superiority over Rashidud-Din & Wassaf lies in the fact that he lived at a time when the Mongol Empire was still a Unity, & that he visited Turkistan, Mghuria & Mongolia in person." (P. 40)

(جوینی کو رشید الدین اور واصف پر بہت بھاری ترجیح ہے اس لئے کہ اول الذکر ایسے وقت میں موجود تھا جب سلطنت مغلیہ متحدہ سلطنت تھی۔ اور نیز اس نے ترکستان اور منگلیا کا بذات خود دورہ کیا تھا)

Wassaf (چغتائی) کی حکومت کے حالات کا رشید الدین اور Jaghatay (واصف) کو بہت کم علم تھا حتیٰ کہ انہوں نے اس کے متعلق جوینی کے بیان کردہ واقعات کا بھی استعمال نہیں کیا (صفحہ ۴۱)

جوینی سے کوئی ایسا اشارہ نہیں ملتا کہ تیمور کے آباؤ اجداد چنگیز خاں کے ساتھ جا ملتے ہیں۔ گو قراچار کا ذکر اس میں موجود ہے۔

مرزا محمد Qazwini (قزوینی) نے جو جلد اول از تاریخ جہانکشای جوینی ایڈٹ یعنی مرتب کی ہے اس کے صفحہ ۱۲۷ پر لکھا ہے کہ "چوں تغاجار گورگان کہ داماد چنگیز خاں بود" نیچے نوٹ میں طاغاجار۔ تغاجار۔ بھی اس کا نام لکھا ہے۔ مگر یہ شخص قراچار نہیں معلوم ہوتا۔

صفحہ ۱۳۰ اور ۱۳۲ پر "قراجہ یا قراچہ نوین" کے متعلق لکھا ہے۔ "از امرا لشکر مغول در خراسان"

میں سمجھتا ہوں یہ قراچار کا ذکر ہے۔
Barthold کہتا ہے۔ کہ قراچار کے متعلق رشید الدین نے یہ لکھا ہے کہ وہ
Jaghatay کے امیروں میں سے ایک امیر تھا مگر اس کی کوئی خاص اہمیت
اس نے نہیں بیان کی۔ بہر حال Barthold کی رائے میں یہاں درج کرتا ہوں:۔

"The doubtful trustworthiness of the Uighur writers is at once evident from the facility with which falsfications of the History of the Jaghatay Ulus were made to oblige Timur. Timur, having commissioned the Persian historian Nizamud Din Shami to write the account of his campaigns, at the same time made use of the services of Uighur writers, who composed a verse chronicle of his campaigns in Turkish. It is probably to the same Uighurs that the fantastic legend of the pact said to have been concluded between the brothers Qabul, the ancestor of Chingez Khan, and Qachuli, the ancestor of Timour, is indebted for its origin...—————

No historian of the 13th and 14th Centuries, as d'Ohsson has already pointed out, speaks of any such

authority possessed by Kharachar and his descendants; nevertheless, the legend of these absolute Wazirs, which was evidently designed to buttress the rights of Timur himself, still continues to lead some European scholars into error. We first find it in some historians of the fifteenth century, who were dependent on Uighur sources. Of these historical works, the one which enjoys the greatest reputation is the Book of Victory (Zafar Namah) of Sharfud Din Ali Yazdi, who wrote in 828/1425. The Title which was devised by Timur himself, had already been given to his own book by Sharfud Din's predecessor, Nizamud Din Shami, who wrote a history of Timour during the life time of the great Conqueror in 806/1403-4. Sharfud Din took over his predecessor's plan almost without modification but he made one of the Uighur verse chronicle of Timur's

Compaigns as well. (P. 53-54)

یعنی یغور مصنفین کی تحریریں اس لحاظ سے بھی پایۂ اعتبار سے گری ہوئی ہیں کہ تیمور کو ممنون کرنے کے لئے چغتائی (بلوس ؟) کی تاریخ کے کذبات کو بڑی آسانی کے ساتھ گھڑ لیا گیا۔ تیمور جس نے نظام الدین شامی کو اپنی مہمات کا تذکرہ لکھنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ یغور مصنفین کی تحریروں سے بھی فائدہ اٹھاتا رہا ہے۔ ان مصنفین نے اس کی مہمات کو ترکی زبان میں نظم کیا ہے۔ غالباً سعید (شاعر) کا وہ فرضی افسانہ جو قابل اور قاچولی دو بھائیوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ بھی انہی یغوریوں کی جدت طبع کا نتیجہ ہے۔ قابل اور قاچولی چنگیز خاں اور تیمور کے اجداد ہیں۔

تیرھویں اور چودھویں صدی کے کسی مصنف نے کسی سند کا ذکر نہیں کیا جو قراچار اور اس کی اولاد کے قبضے میں ہو۔ تاہم ان خود مختار وزیروں کا افسانہ جو امیر تیمور کے حقوق کی تائید کے لئے گھڑا گیا تھا۔ اب تک بعض یوروپین علماء کو غلطی سے باہر نہیں نکلنے دیتا۔ پہلے پہل پندرھویں صدی کے مورخین اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کے علم کے ذرائع یغوریوں کی ہی کتب تھیں۔ ان تاریخی کتب میں سے ظفر نامہ جو شرف الدین علی یزدی کی مشہور تصنیف ہے۔ ۸۲۸ ہجری یا ۱۴۲۵ء کی تصنیف ہے۔ یہی نام اس کی اپنی تصنیف کا بھی تھا۔ جسے نظام الدین شامی نے تالیف کیا۔ جو امیر تیمور کی زندگی میں ہی لکھی گئی تھی۔ (۸۰۶ ہجری یا ۱۴۰۳-۴ عیسوی) شرف الدین نے نظامی کی تصنیف میں ہمہ گیر تصرف کر دیا مگر ساتھ ہی تیمور کی منظوم فتوحات سے بھی فائدہ اٹھایا۔ (صفحہ ۵۳-۵۴)

Barthold (بارتھولڈ) کے نزدیک تیمور کا قراچار سے ضرور تعلق ہے کیونکہ صفحہ ۱۹ پر لکھتا ہے۔ Timur's ancestor, Kharachar noyon" (تیمور کا جد امجد قراچار) اس کو صرف یہ انکار ہے کہ تیمور اور چنگیز خان کا نسب آپس میں مل جاتا ہے۔

Howorth (ہاورتھ) اپنی کتاب History of Mongols (ہسٹری آف منگولز) کے صفحہ ۱۴ جلد اول پر لکھتا ہے۔

After the great exploits of Timur in the 14th century it became the fashion of his flatterers to connect his ancestory very closely with that of the family of Jingis Khan.

(چودھویں صدی میں تیمور کی فتوحات کے بعد اس کے خوشامدیوں کا یہ دستور ہوگیا تھا۔ کہ وہ اس کے شجرہ نسب کو چنگیز خاں سے ملانے لگ گئے تھے۔)

Malcolm بھی اس قسم کے تعلق کو نہیں تسلیم کرتا۔ اور اس کی یہی رائے ہے کہ تیمور کے خوشامدیوں نے اس قسم کی روایات بنالی ہیں۔

Skrine اور Ross اور Vambery کی رائے پہلے لکھی جاچکی ہے۔ ان کے نزدیک تیمور کا چنگیز خاں کے ساتھ تعلق ایک ایسا خیال ہے جو Long Exploded Myth ہے یعنی مدّت ہوئی باطل ہو چکا۔

Soviet مورخین کی رائے مجھے لندن کے سوویٹ سفارتخانہ کی معرفت یہ پہنچی ہے۔

Timour's "pedigree is not accurately known and the indications of it on his tomb in the Gur-amir mausoleum at Samarkand are deemed to be false.

یعنی چنگیز خاں کے ساتھ جو تیمور کا شجرہ نسب ملایا گیا ہے وہ جھوٹ ہے۔

تیمور نے جب مختلف قبائل کو تمغے بھیجنے چاہے ہیں اور ان کے نام لئے ہیں تو برلاس کو مغل قبیلہ سے الگ بیان کیا ہے۔ (Institutes of Timour Translated by Dary, Oxford 1783 P. 308)

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا یہ تحریر فرمانا کہ کسی غلطی کی بنا پر آپ کا خاندان مغلیہ کہلاتا ہے بالکل درست اور صحیح ہے۔

تاریخ رشیدی کے ترجمہ کی تمہید میں لکھا ہے۔

"The word Mogul, even where it is used in an ethnic sense, is frequently misapplied, and so extended, at certain periods in history, as to comprise many tribes of real Turki race (among others),

until large numbers of people who were not of Mogul race came to be called Moguls. This habit appears to have been prevalent first in the time of Chingiz and his immediate successors, and subsequently during the ascendency of Chaghatai (or so called Mogul) dynasty in India". (P. 92).

یعنی ابن الیاس تاریخ رشیدی کے ترجمے کی تمہید میں لکھتا ہے کہ لفظ "مغل" کے معنے غلط سمجھے گئے ہیں اور بعض وقتوں میں اسقدر وسیع کر لئے گئے ہیں کہ بہت سی قومیں جو در اصل ترکی النسل ہیں مغل ہی سمجھ لی گئی ہیں۔ یہانتک کہ بہت سے لوگ جو در اصل مغل نہیں تھے۔ وہ بھی مغل ہی مشہور ہو گئے۔ پہلے پہل چنگیز خاں اور اس کے جانشینوں کے زمانے میں اس کا رواج نظر آتا ہے۔ اور بعد ازاں ہندوستان میں چغتائیوں کے عروج کے زمانے میں جو عام طور پر مغل کہلاتے ہیں"۔

یہاں چغتائی اس وجہ سے لکھا ہے کہ بابر کی دادی چغتائی خاندان سے تعلق رکھتی تھی یورپ میں عموماً ماں اور باپ دونوں سے نسل چلتی ہے۔ مشرق میں صرف باپ سے ورنہ Elias کے نزدیک تیمور ترک تھا۔ جیسا کہ اس نے دوسری جگہ صراحت کی ہے۔ صفحہ ۸۸ پر وہ لکھتا ہے کہ چنگیز خاں کے زمانہ کے بعد ہندوستان میں لفظ مغل کے معنے عموماً یہ ہو گئے ۔

"The group of tribes or nations who composed the armies of the Northern invaders, with little or no reference to their racial origin."

(یعنی اُن قوموں کا مجموعہ جو شمالی حملہ آوروں کی افواج میں شامل تھے۔ خواہ وہ کسی نسل سے تعلق رکھتے ہوں)

پھر لکھتا ہے کہ گو بابر کے زمانہ میں مغل کا لفظ پسند نہیں کیا جاتا تھا مگر اکبر کے زمانہ میں پھر مغل کا لفظ عزت کے معنوں میں استعمال ہونے لگ گیا۔ چنانچہ Keene (کین) نے بھی اپنی کتاب Turks in India (ترک ہندوستان میں) کے صفحہ ۲۴ پر یہی لکھا ہے۔

"Under Akbar, when the empire had become firm as a result of successful war, the word (Mogul) recovered its prestige.

(اکبر کے زمانے میں جب سلطنت مغلیہ کی جڑیں مضبوط ہوگئیں لفظ "مغل" پھر معزز لفظ بن گیا۔)

بابر اپنے آپ کو مغل کہلانا پسند نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ اس کی Uzbeg* (ازبک) قوم سے دشمنی تھی۔ جنہوں نے آخر کار تیموریوں کو شکست دیکر ان کی جگہ لے لی۔

Soviet Embassy London نے اپنے ماہرین فن سے دریافت کرکے مجھے اپنے خط مورخہ یکم اگست ۳۲ء میں لکھا ہے:-

"Mogols generally speaking, are the same as Mongols; & the Babar dynasty (India 16th Century) which was Turq by origin was called Mogol by mistake........ Russian scientists call the inhabitants of Turkey "Toorok, Toorki (Plural)" and other languages & peoples akin to them are called Turqs as a general term, with their Specific names retained."

("مغل" اور "منگول" عام طور پر ایک ہی معنوں میں آتے ہیں۔ اور بابر کا خاندان جو دراصل ترکی خاندان تھا۔ غلطی سے مغلیہ کہلاتا ہے .... روسی علماء ٹرکی کے باشندوں کو ترک کہتے ہیں۔ (جس کی جمع تُرکی آتی ہے) اور دوسری زبانیں اور قومیں جو ان سے بہت ملتی ہیں عموماً تُرق کہلاتی ہیں۔ اور اپنے مخصوص ناموں کو بھی قائم رکھتی ہیں۔)

---

* یہ لوگ چنگیز خاں کے بڑے لڑکے Juji کی اولاد میں سے تھے۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینکا زیر لفظ Turks)

D'Ohsson نے جو رشید الدین کا ترجمہ کیا ہے اس کے مندرجہ ذیل الفاظ Elias صاحب نے اپنی تائید میں پیش کئے ہیں۔

"Just as at the present day (the early years of the 14th Century) the Galair, Tartar, Uirat, Ungut, Karait, Naiman, Tangut, and others, find glory in the name of Mongol, made illustrious by that of Chingiz Khan and his descendents a name which, at an earlier date they would have disdained. The young people of all their nations believe, even now, that their ancestors have always borne the style of Mongol; but it was not so, ... — — — — ...

This name has been extended to such a degree, that nowadays the people of Khitai (Northern China) and of Nan-gyass (Southern China), ... also the captives and the Taziks (Muhammadans), who have been brought up among the Mongols are (all of them) called Mongols; and they are all interested in passing for Mongols, in order that

they may gain consideration."

(۔۔۔اسی طرح جس طرح آج کل چودھویں صدی کے ابتدائی سال مثلاً فلاں فلاں فلاں ۔۔۔۔ اقوام لفظ "مغل" پر فخر کرتی ہیں۔ جسے چنگیز خاں اور اس کے جانشینوں نے ایسا معزز بنا دیا ہے۔ لیکن کچھ عرصہ پیشتر وہ اسے ہرگز اپنے لئے پسند نہ کرتیں۔ ان اقوام کے نوجوان اب تک یہی سمجھتے ہیں۔ کہ ان کے آباء و اجداد مغلوں کے نقش قدم پر چلتے آئے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ بات نہ تھی۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔ اس لفظ کے معنوں کو اس قدر وسعت دی گئی ہے کہ آجکل شمالی اور جنوبی چین کی قومیں یعنی خطائی اور ــــ نیز ــــ اور ــــ بربرے جو مغلوں میں رہتے ہیں۔ اپنے کو مغل کہلاتی ہیں۔ اور مغل کہلانے میں خوشی محسوس کرتی ہیں۔ تاکہ معزز سمجھی جاویں۔)

ہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاندان غلطی سے مغل مشہور ہو گیا۔

اب مَیں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تحریر فرمایا ہے کہ آپ کے آباء و اجداد ترک نہیں تھے گو ترکی خون کی آمیزش ضرور تھی۔ وہی ٹھیک ہے۔ جیسا کہ آپ نے حقیقۃ الوحی ۲۰۱ پر لکھا ہے کہ "اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب خصوص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ چینی الاصل ہوگا۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوا ہوگا۔"

Skrine اور Sir Danson Ross نے اپنی کتاب میں تیمور کو ترک قرار دیا ہے۔ مَیں نے Skrine کو خط لکھا کہ اس امر کا ثبوت دے۔ لیکن اس کی بیوی نے اپنے خط مورخہ ۱۹ اگست ۳۳ء کے ذریعہ اطلاع دی کہ اس نے میرا خط اپنے خاوند کو پڑھ کر سنایا مگر وہ چونکہ Complete invalid اور فالج زدہ ہے اس لئے وہ جواب میں نہ بول سکا اور نہ کچھ لکھ سکا۔ مگر بیوی نے لکھا کہ Sir Danson Ross کو اس سے زیادہ علم ہوگا۔ چنانچہ مَیں راس صاحب سے ان کے گھر جا کر ملا۔ اور ان سے پوچھا کہ انہوں نے تیمور کو کس بنا پر ترک قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ برلاس کا قبیلہ مشہور ترکی قبائل میں سے ہے اور تیمور برلاس سے تعلق رکھتا تھا اس لئے وہ ترک ہے۔ مَیں نے پوچھا کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ برلاس ترکی قبیلہ ہے۔ انہوں نے کہا مَیں کتابوں سے نکال کر دکھا سکتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایک کے بعد دوسری کتاب نکال کر دیکھی مگر کہیں مجھے یہ نہ دکھا سکے۔ کہ برلاس ترکی قبیلہ ہے۔ پھر

انہوں نے مجھے پروفیسر Minorsky (منرسکی) سے ملنے کے لئے کہا۔ مگر وہ بھی نہ
دکھلا سکے۔ بلکہ انہوں نے ایک کتاب سکول کی لائبریری میں سے نکالی۔ اس کا نام یہ ہے:۔

Men-gu-yu-mu-tszi Translated
by P. S. Popov C.ПETEPБУРГ
1895

پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ اس میں قدیم اور جدید منگولی قبائل کی مکمل فہرست دی ہوئی ہے اور نہایت
محنت سے لکھی گئی ہے اور حد درجہ مستند ہے۔ اس میں جب برلاس کا لفظ مختلف شکلوں میں دیکھنے
کی کوشش کی گئی تو کوئی نشان نہ ملا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ برلاس منگولی قبیلہ ہرگز نہیں ہے۔
ورنہ اس کتاب میں اس کا نام ضرور درج ہوتا۔

Sir Denison Ross نے منگول زبان کی ڈکشنری میں بھی برلاس کا لفظ دیکھنے
کی کوشش کی تھی مگر یہ لفظ نہ ملا۔ جو اس بات کا مزید ثبوت ہے کہ یہ قبیلہ منگولی قطعی نہیں ہے۔

Vambery اور Czaplicka (کوزافکا) اور Eliot
(الیاس) بھی تیمور کو Markham (مرخم) اور Elias اور (ایلیٹ)
ترک لکھتے ہیں۔ مگر دقت یہ ہے کہ جہاں تک میں دیکھ سکا ہوں ان میں سے کسی نے بھی اس پر کوئی
کوئی مبسوط بحث نہیں کی۔ اس لئے صحیح طور پر موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔

Vambery نے زیادہ زور یہ دیا ہے کہ تیمور منگولی نہ تھا اور یہ ثابت کرنے کے
بعد یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ وہ ترک تھا۔ مگر اس نتیجہ کی وجوہات پر بحث نہیں کی۔ [illegible]
Charles N.E. Eliot نے تیمور کے متعلق صرف یہ لکھا ہے "A Turk
descent" مگر ثبوت کوئی نہیں دیا۔ Markham نے لکھا
ہے کہ تیمور ترکی نسل سے تعلق رکھتا تھا اور بس۔ Elias کہتا ہے وہ ترکی قبیلہ سے تعلق
رکھتا تھا۔

Czaplicka بھی کہتی ہے کہ تیمور خالص ترک تھا مگر سند صرف راس کی پیش کی ہے۔
جس کے متعلق میں اوپر لکھ چکا ہوں۔

Erskine کہتا ہے تیمور کا قبیلہ دو سو سال تک ترکوں کے درمیان میں آباد رہا تھا اس لئے
ان کی زبان اور وضع قطع اطوار اختیار کر چکا تھا اس لئے بظاہر ترک بن گیا تھا لیکن حقیقت میں ترک

نہ تھا۔ Erskine اسے مغل قرار دیتا ہے مگر یہ پہلے ثابت کیا جاچکا ہے کہ وہ مغل نہ تھا۔ البتہ اس کے ترک سمجھے جانے کی جو دلیل Erskine نے دی ہے وہ ضرور وزن رکھتی ہے۔

اب میں چند ایسے مصنفوں کی رائے کو لیتا ہوں کہ جن پر یہ لوگ تیمور کو ترک قرار دینے کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔

فرانسیسی زبان میں ایک ڈکشنری ہے جس کا نام یہ ہے:۔

Dictionary Turk-oriental by
P.M. Pavet de Courteille.
Paris 1870.

(ڈکشنری ترک۔ اورینٹل مصنفہ پی۔ ایم۔ پیویٹ ڈی کورٹیل پیرس۔ ۱۸۷۰)

اس ڈکشنری میں لفظ برلاس کے نیچے یہ لکھا ہے کہ یہ ایک ترکی قبیلہ ہے جس کا تعلق تیموریوں سے تھا۔

جہاں تک میرا خیال ہے یہ ابوالغازی کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔ جو ۱۶۰۵ء میں پیدا ہوا تھا۔ اور غالباً ۱۶۶۴ء میں اس نے اپنی کتاب مکمل کی۔ اس کی معلومات کا ماخذ زیادہ تر رشیدالدین کی کتاب ہے۔

ابوالغازی کے متعلق مصنف Elias کی تحقیقات یہ ہے:۔

"Constantly uses the word Turk in its sociological sense, and applies it indiscriminately to all the nomad & steppe-dwelling tribes, when he requires a name for the whole of them." (P84)

(وہ یعنی ابوالغازی متواتر ترک کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ اور جب کبھی اسے اجتماعی صورت میں ذکر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ان خانہ بدوش اور سٹیپ کے رہنے والوں کو ترک کے نام سے یاد کرتا ہے)

پس اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ تیمور نسلاً ترک تھا۔

ابن عرب شاہ لکھتا ہے:۔ والترک لهم قبائل وشعب..... قبیلة احدهم تسمی الات ..... وقبیلة الرابع اسمها برلاس وکان تیمور ابن رابعهم فی الناس۔

رشید الدین نے لکھا ہے کہ مغل ترکوں کی ایک قسم ہے۔ اور بر و اس کو مغل لکھا ہے
اس لئے تیمور کو وہ ترک قرار دیتا ہے۔

مگر میں سمجھتا ہوں ابن عرب شاہ (جو تیمور کا سخت دشمن تھا) اور رشید الدین نے ترک کا لفظ Ethnological sense (قومی تحقیق کے رنگ) میں استعمال نہیں کیا بلکہ عام رنگ میں لکھا ہے۔ Harold Lamb اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸۶ پر لکھتا ہے:۔

"The word Turk has been the football of linguist, ethnologists, & historians, and archeologists, and the Pan Turkish politicians for many weary years."

(ادیبوں۔ مؤرخوں، اخلاقیات پر بحث کرنے والوں اور ترکوں کے ہمدرد سیاست دانوں کے نزدیک ترک کا لفظ سالہا سال تک گویا ایک فٹ بال بنا رہا ہے۔)

الیاس صفحہ ۸۰ پر لکھتا ہے:۔

"Among Asiatic authors, it (the word Turk) is constantly met with as the definition of a race or people distingished from the Tartars, and the Monguls, on the one hand and from Tajiks or Taziks, on the other. But the same writings, and often on the same page, it is used to denote all nomads and inhabitants of the steppe, irrespective of race or origin, and merely to distinguish such people from those who dwelt in Towns, and who cultivated the settled districts

(ایشیائی مصنفین کی کتابوں میں ترک کا لفظ ہمیشہ ایک ایسی نسل یا قوم کی تعریف کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جو ایک طرف تاتاریوں اور مغلوں سے علیحدہ تھی۔ اور دوسری طرف تاجیک سے الگ تھی لیکن اپنی کتابوں میں بلکہ اسی اسی صفحے پر یہ لفظ خانہ بدوش اور سٹیپ کے رہنے والوں کے لئے استعمال ہوا ہے خواہ وہ کسی قوم سے تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں۔ تاکہ ان میں اور ان لوگوں میں تمیز ہو سکے جو شہروں میں رہنے والے تھے اور آباد اضلاع میں کھیتی باڑی کرتے تھے۔)

ابن حوقل۔ منہاج الدین۔ خرو۔ مرزا حیدر۔ رشید الدین۔ ابو الفدا۔ اور جوینی کی تحریرات سے Elias اس قسم کی مثالیں بھی دیتا ہے کہ کس طرح وہ لفظ ترک کو اوپر کے معنوں میں استعمال کرتے تھے۔

Ibbetson (ابٹسن) نے جو پنجاب کی مردم شماری پر رپورٹ لکھی تھی اس میں ایک عجیب بات یہ لکھی ہے:۔

"I have heard my Hindu clerks, of Kayasth caste, described as Turks merely because they were in Government employ."

(میں نے اپنے ہندو کلرکوں کے متعلق جو کائستھ قوم سے ہیں سُنا ہے کہ ان کو ترک کہا گیا ہے صرف اس لئے کہ وہ سرکاری ملازمت میں تھے۔)

غرض H. Lamb (ایچ۔ لیمب) نے جو لکھا ہے کہ لفظ ترک لوگوں کا فٹ بال رہا ہے بالکل درست ہے۔ اور اس لئے تیمور کو ترک لکھنا اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ فی الواقع نسلاً وہ ترک تھا۔

Barthold نے بھی انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں جو ترکوں پر مضمون لکھا ہے اس میں لکھتا ہے:۔

"The name Turk, as frequently elsewhere, in Muslim literature, is sometimes given to non-Turkish peoples of Eastern Asia."

(مسلمانوں کی کتابوں میں ترک کے لفظ کا استعمال اکثر غیر ترک قوموں کے لئے بھی کیا گیا ہے جو مشرقی ایشیا میں بود و باش رکھتی رہی ہیں۔)

بہرحال یہ ظاہر ہے کہ تیمور کو جن لوگوں نے ترک لکھا ہے وہ یہ ثابت نہیں کر سکے کہ وہ نسلاً بھی ترک تھا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ آپ ترک نہیں ہیں بالکل درست ہے۔

اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کی وحی کے ماتحت جو فرمایا ہے کہ آپ ایرانی ہیں وہی درست ہے۔

Harold Lamb نے برلاس لوگوں کا کچھ حال لکھا ہے اور اپنی کتاب میں اس نے بحث بھی کی ہے۔ جس نتیجہ پر وہ پہنچا ہے وہ یہ ہے:۔

We have no better name for them (the Barlas peoples) than Tartar."

(ہمارے پاس برلاس قوم کے لئے تاتار کے لفظ سے کوئی زیادہ بہتر لفظ نہیں۔)

مگر ساتھ ہی یہ لکھا ہے کہ:۔ "In this book Tartar is used, not in a racial or historical sense, but as a better word than the others to describe Timurs people.

(اس کتاب میں تاتار کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن نسلی یا تاریخی معنوں میں نہیں بلکہ اس لئے کہ تیمور کی قوم کے لئے اس سے بہتر کوئی لفظ موجود نہیں۔)

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ:۔

"The Barlas clan, Timurs ancestors, had nothing whatever to do with the original Tartars who hunted around Buyar Lake, and elsewhere."

(قبیلۂ برلاس کو جو تیمور کے آباؤ اجداد تھے اصلی تاتاریوں سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں جو جھیل "بویار" کے گرد و نواح میں یا دوسری جگہ پھرا کرتے تھے۔)

اسے دراصل کوئی یقینی ثبوت نہیں ملتا کہ تیمور کو نسلاً تاتار قرار دے۔ اسے ترک بھی لکھتا ہے مگر عجیب رنگ میں:۔

The Barlas men were more what we call

Ancient Turk than anything else."

(برلاس لوگوں کے متعلق قدیم ترک کے لفظ کا استعمال دوسرے الفاظ کی نسبت صحت کے زیادہ قریب ہے۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ Ancient Turk (قدیم ترک) کونسی قوم تھی۔ ترکوں کی ابتداء کے متعلق یقینی رنگ میں کچھ کہنا مشکل ہے۔

عام طور پر مشرقی مصنفین کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السّلام کے لڑکے یافث کا ایک بیٹا Turk کہلاتا تھا۔ تورات میں شاید اس کا نام Tubal ہے۔ اس کی اولاد میں آگے جاکر دو بھائی پیدا ہوئے ایک تاتار دوسرا مغل۔

Major Ravealy کو تو اس بات کا یقین ہے اور اس کی رائے میں یہ بالکل درست ہے Howorth اور Dr Eedmann (ڈاکٹر ارڈمان) نے بحث کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قدیم زمانہ میں ترکوں اور منگولوں کی ابتداء مشترک تھی۔ لیکن ہمیں اس سے کچھ تعلق نہیں کیونکہ آخرکار تمام قومیں ایک ہی جگہ سے شروع ہوئی ہیں۔

دوسرے مغربی محققین جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ یہ ہے:-

"The word Turk (Chin. Tu-Kiu, Cp Toepxa) first appears as the name of a nomad people in the 6th Century A.D. In this Century a powerful nomad Empire was founded by the Turks, which stretched from Mongolia and the northern frontier of China to the Black sea." (Ency of Islam-Under Turk)

(ترک کا لفظ چھٹی صدی عیسوی میں ایک خانہ بدوش قوم پر بولا جاتا تھا۔ اس صدی میں ترکوں نے ایک زبردست سلطنت قائم کر لی تھی۔ جو ایک طرف منگولیا اور چین کی شمالی سرحد تک پھیلی ہوئی تھی اور دوسری طرف بحیرۂ اسود تک (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام زیر لفظ ترک)

مگر Lamb کی مراد ancient Turk سے یہ نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ ترک قدیم نہیں کہلا سکتے۔ اس کی مراد دراصل یہ ہے کہ برلاس لوگ [illegible] تھے

(مگر لیمب کی مراد "قدیمی ترکوں" سے یہ نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ ترک قدیم نہیں کہلا سکتے۔ اس کی مراد دراصل یہ ہے۔ کہ برلاس لوگ ستھین تھے) جیسا کہ وہ لکھتا ہے:-

"They were one of the clans of high Asia that were named Scythians in the older days, & sometimes Turks. With the Mongol Horde they had come from the northern plains to this fertile mountain land."

(وہ ایشیا کے سطح مرتفع کی .... ایک قوم تھی جسے گذشتہ زمانے میں ستھین کہتے تھے۔ اور بعض دفعہ ترک بھی بولتے تھے۔ مغلوں ..... کے ساتھ وہ شمالی میدانوں سے آئے تھے۔ اور اس زرخیز پہاڑی ملک میں آکر آباد ہو گئے۔)

تاریخی طور پر ثابت ہے کہ چنگیز خاں نے مختلف قوموں کو اکٹھا کر کے اپنی طاقت بنائی تھی اور ان میں ترک اور دوسری قوموں کے لوگ شامل تھے۔ صرف مغل نہ تھے۔ اس لئے یا غلب ہے کہ برلاس لوگ چنگیز خاں کے ساتھ آئے ہوں۔ مگر Lamb انہیں ترک کہتے ہوئے سخت تامل کرتا ہے جیسا کہ اوپر کے اقتباس سے صاف ظاہر ہے۔ بہرحال Lamb کی تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے کہ برلاس کی قوم کو پرانے زمانہ میں Scythian کہا جاتا تھا۔

Lamb کی کتاب ۱۹۲۸ء میں امریکہ سے شائع ہوئی ہے۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ کتاب سب سے آخری کتاب ہے۔ جو تیمور کی زندگی پر نہایت تحقیق اور محنت سے لکھی گئی ہے۔ اس لئے اس کی رائے نہایت وزن رکھتی ہے۔ پس اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ یہ Scythian لوگ کون تھے۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں Scythia پر جو مضمون ہے وہ Ellis Hovell Minns (ایلس ہاول منز) کا لکھا ہوا ہے جو کیمبرج یونیورسٹی میں ایک پروفیسر ہے وہ لکھتا ہے:- "The general opinion has been that the Scyths were Iranians"

(عام رائے کا رجحان اسی طرف ہے کہ ستھ یا ستھین ایرانی لوگ تھے)

پس H. Lamb کا یہ لکھنا کہ برلاس Scythian لوگ تھے اور

minans کا ایک شاکھ Seythiana ایرانی لوگ تھے اس بات کی قطعی دلیل ہے
کہ برلاس درحقیقت ایرانی لوگ ہیں۔ ترک یا مغل نہیں۔

اب میں اس کی تائید میں بعض اور امور بھی بیان کرتا ہوں تا اس میں کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے۔

جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب البریّہ اور ازالہ اوہام میں تحریر فرمایا ہے کہ آپکے آباؤ اجداد سمرقند سے ہندوستان آئے تھے۔ اسی طرح تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ برلاس قبیلہ سمرقند کے قریب علاقہ کش میں آباد تھا۔

اس علاقہ کو پُرانے زمانہ میں Sogdiana (سوغدیانہ) یا سغد کہتے تھے
انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے:-

"Sogdiana was a prince of the Achaemenian Empire (558 – 330 BC.) .... Corresponding to the modern districts of Samarkand & Bokhara, it lay north of Bactriana between the Oxus and the Jaxartes, & embraced the fertile Valley of Zerafshan."

(سوغدیانہ یا سغد اشامی نیکن سلطنت کا صوبہ تھا...... سمرقند اور بخارا کے اضلاع کی طرح یہ صوبہ باختر کے شمال کی طرف واقع تھا۔ اور دریائے جیحون اور سیحون کے درمیان زرافشاں کی وادی میں واقع تھا۔)

Achaemenian (اشامی نیئن) سلطنت پُرانی ایرانی سلطنت تھی جس کی بنیاد Achaemenes (اشامینی) نے ڈالی تھی اور اس کی قوم نہایت معزز ایرانی قوم تھی Cyrus اور Darius (دارا) اسی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ سمرقند کے متعلق لکھا ہے کہ Sogdiana کا دارالخلافہ تھا E. Schuyler (ای۔ شوئلر) اپنی کتاب Turkistan (ترکستان) جلد اوّل مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۳۶ پر سمرقند کے متعلق لکھتے ہیں:-

"The Local Tradition

ascribes its foundation to Afrosiab"

(مقامی روایت کے مطابق اس کی بنیاد افراسیاب کے ہاتھوں سے رکھی گئی تھی۔)

اور ایک نوٹ میں کہتا ہے:۔

"The original name (Samarkand) is probably of Persian origin."

(اصلی نام سمرقند ایرانی معلوم ہوتا ہے)

پھر صفحہ ۲۴۸ پر لکھتا ہے:۔

"All great edifices in Samarkand, as is evident from inscriptions, were erected by Persian architects, or by their pupils."

(سمرقند کی تمام بڑی بڑی عمارتیں ایرانی معماروں یا ان کے شاگردوں کی بنائی ہوئی ہیں (کیونکہ کتبوں سے یہی ظاہر ہوتا ہے)

Markham اپنی تاریخ ایران میں صفحہ ۸ پر لکھتا ہے کہ نوشیرواں کی حکومت [illegible] (دریائے جیحون) تک پھیلی ہوئی تھی۔

Sogdiana کو توران بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ توران ایران کا ایک صوبہ تھا۔ اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ توران میں بھی ایرانی لوگ ہی آباد تھے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے:۔

"The sogdians .... were a tribe of Iranians." (سغدی لوگ بھی ایک ایرانی قبیلہ ہی سے تعلق رکھتے تھے)

E. Schuyler اپنی کتاب کی جلد اوّل صفحہ ۱۰۴ پر لکھتا ہے کہ ایرانی لوگ

"Were the original inhabitants not only of country between the Syr & the Amu, the ancient,

but also of the right bank of the Syr,

Khokand & Kashgar. It was Firdausi in the Shahnama who first made the Amu the boundry between Iran and Turan, but Prof: Grigorief has clearly shown that the terms were used in a purely geographical and not in an ethnological sense & that the Contest between Iran & Turan was not a contest between two different races, but a rivalry between two tribes of the same origin. In later times Turan has been confounded with Turk, and it has been used not only as a general term for all races of Turkish descent, but even still more broadly and improperly to express every thing of which ethnologists & philologists knew little or nothing."

(ایرانی لوگ دریائے امو اور سر کے درمیانی علاقے کے رہنے والے ہی نہیں تھے۔ جسے قدیم زمانے میں ماوراء النہر کہتے تھے۔ بلکہ دریائے سر کے دائیں کنارے۔ قوقند اور کاشغر میں بھی بستے تھے۔ فردوسی نے اپنے شاہنامے میں پہلی دفعہ ایران اور توران کے درمیان دریائے امو کو حدفاصل قرار دیا ہے۔ لیکن پروفیسر گری گوریف نے صاف لکھا ہے کہ یہ اصطلاحیں جغرافیائی معنوں میں استعمال کی گئی ہیں۔ نہ کہ علم الانساب کی رو سے۔ اور ایران اور توران کے درمیان

جو جنگ تھی۔ وہ دو مختلف قوموں کے درمیان نہ تھی۔ بلکہ ایک ہی نسل کے دو قبائل کے درمیان تھی بعد کے زمانے میں توران کے معنے ترک کے ہوگئے۔ اور یہ لفظ تمام ترکی نسل کے لوگوں کے لئے عام طور پر بولا جانے لگا۔ بلکہ ہر ایک اس قوم کے لئے اور اس چیز کے لئے جس کی اصل زبان دانوں اور علم الانسان کے ماہروں کو معلوم نہ ہوسکتی تھی)

Ariana Antiqua (اریانا اینٹی کا) کے صفحہ ۱۴۱ پر لکھا ہے:۔

"We have already shown that there is good reason to place Persians even in Transoxiana long before the barbarians Tribes of the Caspian plain were heard of."

(ہم نے پہلے ہی ثابت کر دیا ہے۔ کہ بحیرۂ خزر کے میدان میں رہنے والی وحشی قوموں کے حملے سے بہت پیشتر ایرانی لوگ ماوراء النہر میں بود و باش رکھتے تھے۔ اور اس بات کے باور کرنے کی وجوہات موجود ہیں۔)

Prof. H.A.R. Gibb اپنی کتاب The Arab Conquest in Central Asia 1923ء میں [illegible] پر لکھتا ہے

"The oxus is a boundary of tradition rather than history....... It was from the legends of Sasanian times, enshrined in the pages of the historians and the National epic of Firdawsi, that the oxus came to be regarded as the boundary between Iran and Turan.

Through all the centuries of invasion, however, the peoples of Soghdiana and the oxus basin remained Iranian at bottom, preserving an Iranian speech and Iranian institutions."

(دریائے جیحون روایتی سرحد ہے۔ تاریخی سرحد نہیں.......... ساسانیوں کے زمانے سے لیکر

جس کا مؤرخین نے ذکر کیا ہے اور فردوسی کی نظم شاہنامہ کی رُو سے دریائے جیحون ایران اور توران کے درمیان سرحد قرار پائی۔ مگر فتوحات کے زمانوں میں سغد اور دریائے جیحون کی وادی کے رہنے والوں نے ایرانی زبان اور ایرانی اوارد اس کو قائم رکھا اور وہ حقیقت میں ایرانی ہی رہے۔)

A. Vambery (اے۔ ویمبرے) اپنی کتاب History of Bokhara London 1873 (ہسٹری آف بخارا) میں تمہید کے صفحہ ۳ پر لکھتا ہے:۔

"The great majority of the inhabitants of Transoxiania were Iranians, and Persian was the ordinary language of Bokhara, Fergana & Khahrezin under the Arab, Samanide, Seldqukide & Khahrezinian princes."

(ماوراء النہر کے اکثر باشندے ایرانی تھے۔ اور عرب۔ سامانی۔ سلجوق۔ اور خوارزم بادشاہوں کے زمانے میں بخارا۔ فرغانہ اور خوارزم کی عام زبان فارسی تھی۔)

پھر صفحہ ۵ پر لکھتا ہے:۔

"That the lands on the other side of the oxus were already in the period of great antiquity the home of a people of pure Iranian descent, is proved to us in the first place by the oldest monument of the Iranian people i.e. the Vendidad."

(یہ بات کہ دریائے جیحون کے دوسری طرف کے ممالک قدیم زمانے میں خالص ایرانی نسل کے لوگ آباد تھے۔ ایرانیوں کے نہایت قدیمی یادگار وندی داد سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔)

W. Erskine (ارسکائن) اپنی History of India London 1854. جلد اوّل میں لکھتا ہے:۔

"In Transoxiana, Persia, & Khorasan, the Persian, apparently the old language of these countries, continues to be that of the Cities, of the Villages, and of the cultivators of the ground, as well as of trade and Commerce

(ماوراءالنہر۔ ایران اور خراسان میں فارسی جو ان ملکوں میں پرانی زبان ہے۔ اب تک بھی شہریوں۔ دیہاتیوں اور زمینداروں کی زبان چلی آتی ہے۔ اور تجارتی کاروبار میں بھی یہی استعمال کی جاتی ہے۔)

Czaplicka (کزپلیکا) اپنی کتاب Turks of Central Asia (ٹرکس آن سنٹرل ایشیا) میں لکھتی ہے کہ "The Tadjiks (جو سمرقند اور فرغنہ کے علاقوں میں بستے ہیں وہ) original Iranian inhabitants." (اصلی ایرانیوں کی اولاد سے ہیں) کا بقایا ہیں صفحہ ۲۴) جس سے واضح ہے کہ ابتدا میں سمرقند وغیرہ میں ایرانی لوگ ہی بستے تھے۔

Encyclopoedia of Religion & Ethics edited by J. Hastings (انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنز اینڈ ایتھکس مصنفہ آئی ہیسٹنگز) میں Turks (ترک) کے تحت میں لکھا ہے:۔

It must be noted that, while we hear of the Turks under that name in S. Russia even in the 1st Century A.D. they only established themselves in Turkestan (Land of the Turks), the country named after them, in the 4th century A.D. Before that the country was known as Iran or Iranistan (Land of the Iranians), & streched farthest west into the present Iran."

(یہ بات ذکر کرنے کے قابل ہے کہ اگرچہ ہم پہلی صدی مسیحی میں بھی جنوبی روس میں ترکوں کا نام سنتے ہیں مگر وہ صرف چوتھی صدی میں ترکستان میں آباد ہوئے تھے۔ اور اسی لئے یہ ملک اس نام سے مشہور ہوا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے اس کا نام ایران تھا۔ اور ایرستان بھی کہتے تھے۔ یعنی ایرانیوں کا ملک۔ اور مغرب میں اس کی آخری حد موجودہ ایران تک پھیلی ہوئی تھی۔)

اب یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ اجداد جس ملک سے آئے تھے وہ ان کا قدیمی وطن تھا۔ اور وہ ایران کہلاتا تھا۔ وہاں ایرانی لوگ آباد تھے اور ان کی زبان بھی ایرانی تھی۔ فھو المراد۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب ترکوں نے چھٹی صدی عیسوی میں وسط ایشیا میں اپنی حکومت قائم کی ہے اور سمرقند وغیرہ کے علاقہ میں آکر آباد ہوئے ہیں تو قدرتی طور پر وہاں کے باشندوں کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات بھی قائم کیے ہونگے۔ برلاس قبیلہ چونکہ ایک معزز اور رئیس قبیلہ تھا اس لئے بہت ممکن ہے کہ ترکوں کے ساتھ آپس میں رشتہ ناطہ کے تعلقات بھی ہوئے ہوں جیسا کہ عام طور پر قاعدہ تھا۔ اور اس طرح وہ بات پوری ہوئی ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے کہ ترکوں کا خون ان کی نسل میں آمیزش رکھتا ہے۔

Soghdiana (سغد) کے چین کے ساتھ دیرینہ تعلقات چلے آتے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر Gibb اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ Kushan Empire (سلطنت کشان) کے ماتحت "Soghdiana developed into a great entrepot for Chinese trade with the west."

(سغد مغرب کے ساتھ چینی تجارت کا مرکز بن گیا تھا۔)

اس کے بعد کی صدیوں میں بھی ریشم کی تجارت چین سے جاری رہی سمرقند اور کش وغیرہ تجارت کے مرکز تھے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ سمرقند سے کئی تجارتی وفد شاہان چین کے دربار میں گئے ہیں۔ مسلمانوں نے جب Transoxiana (ماوراء النہر) پر حملہ کیا ہے تو جن لوگوں نے مقابلہ کیا وہ ایرانی لوگوں کی فوجیں ہی تھیں۔ چنانچہ Gibb لکھتا ہے:-

"The truth is that until 720 the Arab invaders were resisted only by the local princes with armies

Composed almost entirely of Iranians."

(حقیقت یہ ہے کہ ۷۰۲ عیسوی تک عرب حملہ آوروں کا مقابلہ مقامی بادشاہ ہی کرتے رہے اور ان کی فوجیں قریباً سب کی سب ایرانی سپاہیوں پر مشتمل ہوتی تھیں۔)

جوں جوں مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوئیں یہ ایرانی لوگ مشرق کی طرف پیچھے ہٹتے اور بھاگے کیونکہ اس طرف ان کے تعلقات زیادہ تھے جیسا کہ صفحہ ۱ پر Gibb لکھتا ہے:-

"It must not be forgotten that the commercial ties of the Soghdians were much stronger with the East than with the West, & that this too prompted them to cultivate relations with the Turks & Chinese rather than with the Arabs."

(یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سغدیوں کے تجارتی تعلقات مغرب کی نسبت مشرق سے زیادہ تھے اور اسی وجہ سے ان کے تعلقات ترکوں اور چینیوں سے عربوں کی نسبت زیادہ ہو گئے تھے۔)

پھر صفحہ ۶۲ پر لکھتا ہے:-

"A large number of nobles and merchants (Soghdians), with their retainers either fearing that they could expect no mercy, or anxious to free themselves altogether from the Arab yoke, prepared to emigrate to Farghania."

(سغدی تاجر اور امراء مع خدام فرغانہ کو جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ کیونکہ ان کو اندیشہ تھا۔ کہ شاید عربوں کی طرف سے ان کے ساتھ رحم کا سلوک نہ ہو یا وہ خود کو عربوں کی حکومت سے بالکل آزاد رکھنا چاہتے تھے۔)

پھر ۶۳ صفحہ پر لکھا ہے:-

"The refugees who escaped eventually took refuge with the Khaqan of the Turghesh, where they formed a regiment (no doubt continually recruited from new emigrants) which particularly distinguished itself in the war against the Arabs."

(وہ پناہ گزین جو آخر کار بچکر نکل آئے تھے۔ انہوں نے خاقان کے ہاں پناہ لی۔ اور نو وارد پناہ گزینوں سے ایک فوج تیار کی۔ جو عربوں کے مقابلے میں نمایاں خدمات انجام دیتی رہی۔)

صفو ۱ پر لکھا ہے:۔
"The Sasanid house had taken refuge in China."

(ساسانیوں نے چین میں جاکر پناہ لی تھی)

عربوں کا سب سے زیادہ سخت اور آخری مقابلہ کش میں برلاس کے شہزادوں نے ہی کیا ہے لیکن چین کی طرف سے آخر تک انہیں کوئی امداد نہ ملی۔ اور بالآخر وہ شکست کھا گئے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ چین کی طرف بھاگ بھی گئے۔ اور کوئی تعجب نہیں کہ تیمور کے آباؤ اجداد بھی ان ہی لوگوں میں سے ہوں۔ تا شیخ محی الدین ابن عربی کی وہ پیشگوئی بھی پوری ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صینی الاصل ہوگا۔ چونکہ در اصل تو وہ بنی فارس ہیں۔ صینی الاصل وہ صرف اسی طرح قرار دئے جا سکتے تھے کہ اس ملک میں لمبے عرصہ تک رہائش رکھیں۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں ایسا ہی ہوا۔ اور کئی صدیوں کے بعد جب چنگیز خاں نے مختلف قوموں کو ملا کر اپنی فوج تیار کی تو برلاس کے لوگ بھی اس کے ساتھ کسی نہ کسی طرح شامل ہو گئے اور پھر اس کی فتوحات کے نتیجہ میں انہوں نے واپس آکر اپنے قدیم وطن پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ وہ چنگیز خاں کے ساتھ آئے اس لئے بعد میں مغل مشہور ہو گئے۔

Elias لکھتا ہے:۔

"It was, it seems, the desire of all tribes and nations of Central Asia, to identify themselves, with the

race which happened to be in the ascendant at any particular time. They endeavoured to adopt its name, and to pass themselves off as members of the nation in Superemacy, regardless of racial affirmaties." (P 88).

(ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وسط ایشیار کی تمام قوموں کی یہ خواہش تھی۔ کہ وہ خود کو اسی قوم سے منسوب کریں .... جو غالب ہو - وہ کوشش کرکے اس کا نام بھی اختیار کر لیتے۔ اور بغیر کسی قومی مناسبت کے اسی قوم میں شامل ہو جاتے۔)

پس پہلے ترکوں کے ساتھ تعلقات ہونے کی وجہ سے برلاس لوگوں نے ترک کہنا یا کہلانا شروع کر دیا اور پھر چنگیز خاں کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے مغل کہنا یا کہلانا شروع ہو گیا۔ اور اس طرح خلط ملط ہو گئے کہ یہ پتہ لگانا ہی مشکل ہو گیا کہ اصل میں برلاس کون لوگ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مصنفوں کو اس معاملہ میں سخت مشکلات پیش آتی ہیں اور قطعی فیصلہ کوئی بھی نہیں کر سکا۔

اب میں ایک اور طریق سے اس سوال پر روشنی ڈالتا ہوں۔

Clavijo (کلاویجو) جو تیمور کے دربار میں Henry III (ہنری سوئم) کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ صفحہ ۱۲۴ پر لکھتا ہے۔

"Those (arms) which Timour Beg bears are three circles like O^s, drawn in this manner OO and this is to signify that he is lord of three parts of the world. He ordered this decree to be stamped on the coins + on every thing he had...... The lord has these three OO on his seals, + he has ordered that those who are tributary to him

shall have it stamped on the coins of their countries."

(وہ ہتھیار جو امیر تیمور بیگ لگاتا ہے۔ وہ تین دائرے ہیں۔ انگریزی حرف اور (O) کی طرح۔ اور ان کی شکل اس طرح کی ہے ₒOₒ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ دنیا کی تین اطراف کا مالک ہے۔ تیمور کا حکم تھا کہ یہ نشان سکوں پر بھی لگایا جاوے۔ اور ہر ایک چیز پر جو اس کے پاس تھی۔ امیر نے اپنی مُہروں پر بھی یہ نشان لگانے کا ... حکم دے رکھا ہے۔ اور اس کا یہ بھی حکم ہے کہ تمام وہ لوگ جو سلطنت تیموریہ کے باجگزار ہیں۔ اپنے اپنے ملک کے سکوں پر یہ نشان لگاویں۔)

Vambery اس کے متعلق ایک ایسی روشنی ڈالتا ہے جس سے یہ بات زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے کہ دراصل تیمور کا قبیلہ ایرانی ہی تھا۔ وہ کہتا ہے:۔

"Timours own arms were 3 rings, thus ₒOₒ with the motto Rasti-Rasti, ie. <u>justice is strength</u>; they were supposed to be typical of his power, encircling three zones: South, west, & north, but it is more likely that they were borrowed from the heraldry of ancient Irans, for the rings as symbols of strength and unity are also to be seen on the tombs of the Sasanides."

(تیمور کے اپنے ہتھیار تین حلقوں پر تھے۔ ₒOₒ جن پر راستی کا ماٹو تھا۔ یعنی انصاف ہی طاقت ہے۔ یہ نشان اس کی طاقت کے اظہار کے لئے تھے۔ جو شمال۔ جنوب اور مغرب تین دائروں پر مشتمل تھے۔ مگر گمان غالب یہی ہے۔ کہ وہ قدیم ایران کے ہتھیاروں کے نشانات سے مستعار لئے گئے ہیں۔ کیونکہ حلقے جو طاقت اور اتحاد کا نشان سمجھے گئے ہیں۔ وہ ساسانی بادشاہوں کے مقبروں پر بھی دیکھے جاتے ہیں۔)

Vambery کا ذہن چونکہ اس طرف نہیں گیا کہ تیمور ایرانی النسل تھا۔ اس لئے اس نے

یہ لکھا ہے کہ غالباً یہ نشان ایرانیوں سے اُدھار لیا گیا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں پُرانے زمانہ میں اور آجکل بھی اس قسم کے نشان ایک قومی نشان سمجھے جاتے ہیں۔ اور ضرور ہے کہ برلاس قبیلہ میں یہ نشان پہلے سے چلا آتا ہو اور تیمور نے وہی قائم رکھا ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تیمور بلا سوچے سمجھے کسی دوسری قوم کا نشان اپنے لئے پسند کرے اور اس پر ایسی سختی سے پابندی کرے جیسا کہ اوپر حوالہ سے ظاہر ہے۔

اس کی تائید ایک اور طرح بھی ہوتی ہے۔ Vambery اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰۴ پر لکھتا ہے۔

"The Palace of A.K. Saray (Kesh) was ten years in progress, & was exclusively the work of Persian architects, who followed the national (or more properly speaking the west Islamite) style so closely that they put the arms of the Sun and Lion over the principal front, thus decorating the abode of the Turanian conqueror with the emblems of Iranian princes."

(............ کا محل دس سال سے ایرانی معماروں کے ہاتھ سے تیار ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنی قومی طرز عمارت کو یہاں تک ملحوظ رکھا کہ سورج اور شیر ببر کے بازو عمارت کی پیشانی پر ڈال دیئے۔ اور اس طرح تورانی فاتح کے محل پر شاہان ایران کے نشان بنا دیئے۔)

یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ جب تک تیمور کو ایرانی النسل نہ تسلیم کیا جائے آسانی سے سمجھ نہیں آسکتیں۔ ورنہ اس کی قومی غیرت کب برداشت کر سکتی تھی کہ دوسری قوم کے نشانات بے وجہ قبول کر لیتا۔ پس ضرور ہے کہ برلاس قبیلہ کے ساتھ ان نشانوں کی کوئی نہ کوئی خصوصیت چلی آتی تھی جسے تیمور نے جاری رکھنا ضروری سمجھا۔

شکل و شباہت کے لحاظ سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے

آباؤ اجداد ایرانی ہی ثابت ہوتے ہیں۔

E. Reclus (ای۔ ریکلس) اپنی کتاب Universal Geography (یونی ورسل جاگرفی مصنفہ اے۔ ایس کین) Edited by A.H. Keane صفحہ ۲۳۵ پر ایرانیوں کا حلیہ یہ بیان کرتا ہے:۔

"They have a long beard and high brow, expressive eyes shaded by dark eyebrows, finely chiselled nose, florid complexion, full brown hair and beard."

(ان کی ڈاڑھی لمبی ہوتی ہے۔ اور پیشانی چوڑی۔ آنکھیں معنی خیز۔ سیاہ پلکیں۔ پتلی ناک۔ سُرخ چہرہ۔ گھنے بھورے بال۔ اور گھنی ڈاڑھی۔)

George Rawlinson (جارج رالن سن) اپنی کتاب 7th great Oriental Monarchy London 1876. (ساتویں مشرقی عظیم سلطنت) کے صفحہ ۳۴ پر لکھتا ہے:

"A high straight forehead, a long slightly aquiline nose, a short curved upper lip, a well rounded chin, characterised the Persian. The expression of his face was grave and noble. He had abundant hair.....

....

(بلند سیدھی پیشانی۔ لمبی اور کسی قدر عقابی ناک۔ چھوٹا خمدار بالائی ہونٹ۔ گول ٹھوڑی .... چہرہ سنجیدہ اور شریفانہ۔ بال گھنے اور بکثرت۔ یہ ایرانیوں کی خصوصیات تھیں)

A.C. Haddon (اے۔ سی۔ ہیڈن) اپنی کتاب The Races of man and their distribution. Cambridge 1924. (نسل انسانی اور اسکی تقسیم) کے صفحہ ۲۷ پر ایرانیوں کے متعلق لکھتا ہے:۔

"Hair brown, usually dark, sometimes light, always abundant and wavy or curly, full beard, brown

ruddy or even light; white rose or bronzed skin, stature above the average 1.66 – 1.707 m. (65½ – 67½ in); brachycephalic (C.I. 85 & over); long oval face, nose leptorrhine (N.I. 62.6 – 72), prominent aquiline to straight; eyes straight, medium in colour, some light and occasionally blue."

(بال بھورے۔ عموماً سیاہی مائل۔ ہلکے بھی مگر اکثر گھنے لمبے یا گھنگھرالے۔ مشتبہ ڈاڑھی۔ بھوری سُرخ بھی ہلکی بھی۔ سفید گلابی یا تانبے کے رنگ کی مانند جلد۔ میانے سے ذرا اونچا قد۔ ۶۵½ سے لیکر ۶۷½ انچ تک۔ لمبا بیضوی چہرہ۔ ناک بلند۔ خمدار اور سیدھی کے درمیان درمیان۔ آنکھیں سیدھی۔ رنگ کے لحاظ سے درمیانی۔ ہلکی اور کبھی کبھی نیلی۔)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور آپ کے خاندان پر سب سے زیادہ یہی بیان صادق آتا ہے۔ ترکی اور منگولی صفات آپ کے خاندان میں نہیں پائی جاتیں۔

تیمور کی مختلف شکلیں بیان کی جاتی ہیں اور بہت سی تصاویر بھی موجود ہیں اگر ایک میں اسے منگول بنانے کی کوشش کی گئی ہے تو دوسرے میں ترک اور تیسرے میں لمبی ڈاڑھی اور ایرانی نقش ہیں۔ لیکن یہ تمام تصاویر قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں لکھا ہے۔

"Numerous portraits of him exist, by Persian or Indian artists, but they are for the most part purely imaginary."

(تیمور کی بے شمار تصویریں ہیں۔ ایرانی مصوّروں نے بھی کھینچی ہیں اور ہندوستانیوں نے بھی۔ لیکن وہ اکثر فرضی ہیں۔)

میں سمجھتا ہوں یہ اس وجہ سے ہے کہ اس کی قوم کے متعلق مختلف خیالات پائے جاتے رہے ہیں۔ مگر باقی بادشاہوں کی شکلوں میں منگولی نقش بہت کم ہیں۔ البتہ ترکی خون کی آمیزش ضرور

ہے گو ایرانی نقش غالب ہوتا ہے۔

لفظ برلاس سے قومیت کا کچھ پتہ لگ سکتا ہے۔ اگر اس لفظ کی اصل معلوم ہو جائے تو اس سے ثابت ہوگا کہ ضرور اس زبان یا اس قوم سے کچھ تعلق ہے مگر یہاں بھی قریباً وہی کیفیت ہے۔

E. Blochet اپنی کتاب کے صفحہ ۲۷۵ پر کہتا ہے:۔

Baroula-s is the Mongol plural in s of Baroula.

(برولاس لفظ برولا کی جمع ہے۔ (منگولی زبان میں)

پھر کہتا ہے:۔

Baroulatai in Chinese is written as Pa-lou-la-tai because he was corpulent & ate much..... Father of Baroulatai is Noyakhtai.

(برولاطائی چینی زبان میں پ۔ لو۔ لا۔ تھائی ہے کیونکہ وہ بڑا موٹا (تنومند) اور بہت کھانے والا تھا۔ برولاطائی کا باپ ناختائی تھا۔)

لیکن اورینٹل سٹڈیز کا جو سکول لندن میں ہے۔ اس میں جو منگولی زبان کا پروفیسر ہے اس نے مجھے لکھا ہے:۔

Baroula - I have not met with this word in Mongol. It is not found in any of the Mongol dictionaries we have in the library.

(برولا کا لفظ مجھے منگولی زبان میں نہیں ملا۔ اور لائبریری میں جو منگولی زبان کی لغتیں ہیں ان میں بھی یہ لفظ نہیں ملتا۔)

Notices et extracts (نوٹس ایٹ اکسٹریکٹ) میں صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے کہ برلاس مغلی زبان کا لفظ ہے۔ اور معنی شجاع بالسب کے ہیں۔ یہ اکبر نامہ کے حوالہ سے لکھا گیا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ قابل مصنف نے لفظ مغلی کو لفظ مغلی پڑھ لیا ہے۔

بہر حال یہ لفظ مغلی یا منگولی نہیں ثابت ہوتا۔

Dr. W. Radloff (ڈاکٹر ڈبلیو رڈلاف) نے ترکی زبان کی ڈکشنری لکھی ہے جو St. Petersburgh (سینٹ پیٹرزبرگ (پیٹروگریڈ) میں ۱۹۱۱ میں طبع ہوئی۔ اس کی جلد ۴ کے صفحہ ۱۶۰۲ پر لکھا ہے کہ برلاس کے معنی شجاع کے ہیں۔ نیز یہ کہ Uzbek (اُزبک) کو بھی کہتے ہیں۔

Pavet de Courteille کی طرح اس کی بھی کوئی وزندار بات نہیں ہے کیونکہ بہت بعد کے زمانہ کی کتاب ہے۔

Sir James W. Redhouse (سر جیمز ڈبلیو۔ ریڈہاؤس) نے جو ترکی زبان کی ڈکشنری لکھی ہے اور جو ۱۸۹۰ میں طبع ہوئی ہے۔ برلاس کا لفظ موجود نہیں۔

لیکن فارس کی ڈکشنریوں میں یہ لفظ زیادہ پایا جاتا ہے

J. J. P. Desmaisons (آئی۔ آئی۔ پی۔ ڈیمیسنز) نے جو فارس کی لُغت فرانسیسی میں لکھی ہے جو Rome میں ۱۹۰۸ میں طبع ہوئی ہے۔ اس میں برلاس کے معنی شجاع بانسب کے لکھے ہیں۔

Joannis Auguste Vullers Lexion Persico-Latinum Tomus I 1855

آئی اونِس آگسٹی وُلرز۔ لیکسی ان۔ پرسیکو۔ لیٹی نم۔ ٹامس I ۱۸۵۵ میں صفحہ ۲۲۵ پر یہ لفظ موجود ہے اور اس کے معنی شجاع بانسب کے ہیں۔

F. Steingass (ایف۔ سٹین گاس) کی فارس ڈکشنری میں بھی یہ لفظ موجود ہے اور معنی یہ لکھے ہیں۔ A brave man of Noble Stock (شجاع صاحب نسب)

شیخ ابوالفضل کی اکبر نامہ میں جو فارسی میں ہے (جو کلکتہ میں ۱۸۷۷ میں طبع ہوئی ہے) صفحہ

نوٹ ابوالفضل نے جو فارسی میں آئین اکبری کتاب لکھی ہے اس کا ترجمہ H. Blochman Calcutta 1873. (ایچ۔ بلاک مان) نے کیا ہے۔ اس کی جلد اوّل کے صفحہ ۳۴۱ پر لکھا ہے کہ محمد علی خان برلاس برمق کی اولاد میں سے تھا۔

پر لکھا ہے کہ برلاس کے معنی شجاع با نسب کے ہیں۔

گو اس لفظ کی اصل پر کسی نے بحث نہیں کی۔ لیکن لفظ برلاس کا فارسی کی ڈکشنریوں میں زیادہ پایا جانا اس بات کی دلیل ضرور ہے کہ اصل میں یہ لفظ فارسی ہی ہو سکتا ہے۔ منگولی یا ترکی نہیں ہو سکتا۔ پس اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابنائے فارس میں سے ہیں ٭

والسلام

خاکسار عبد الرحیم درد از لندن ۳۰ – ۸ – ۳۴

تتمہ:- مندرجہ بالا مضمون جناب مولانا عبد الرحیم صاحب درد امام مسجد فضل لندن نے نہایت تحقیق و تفحص سے لکھا ہے۔ جو امید ہے نہایت توجہ و دلچسپی سے مطالعہ کیا جائیگا۔

سورۂ جمعہ میں یہ پیشگوئی تھی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں ایک بعثت امیین میں اور دوسری آخرین میں۔ وفات کے بعد رجوع الی الدنیا قرآن مجید سے ثابت ہے کہ خلاف سُنّت اللہ ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ بذریعہ بروز ہی ہو سکتی تھی یعنی آپؐ کی روح و قوّت میں آپؐ ہی کا فیض یافتہ آپؐ کے رنگ میں رنگین مبعوث ہو۔ چنانچہ تمام مفسرین نے آیت ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں آخرین کا عطف یا تو امیین پر ڈالا ہے یا ھم ضمیر منصوب پر۔ پہلی صورت میں تقدیر عبارت یوں ہے کہ بعث فی الامیین ویبعثہ فی اٰخرین منھم مبعوث کیا امیین میں اور مبعوث کریگا آخرین میں۔ دوم یہ کہ آنحضرت صلعم امیین پر آیات پڑھتے ہیں انکو کتاب و حکمت سکھاتے اور انکا تزکیہ فرماتے ہیں۔ پھر آنحضرت صلعم آخرین پر آیات پڑھیں گے اور انہیں کتاب و حکمت سکھائیں گے اور تزکیہ فرمائیں گے۔ پس آخرین میں جو بعثت ہے وہ حضورؐ کے ایک اُمتی کے ذریعے ہونے والی تھی جیسا کہ آپ نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر من ھؤلاء کے جواب میں فرمایا۔ لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجلٌ من فارس (اَوْ رجال من ھؤلاء) یعنی اس فریق کا پتہ پوچھتے ہو جو صحابہ کرامؓ کا مرتبہ رکھنے والا ہے تو وہ وہ فریق ہے جس میں رجلٌ من فارس مبعوث ہوگا جو یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القراٰن الا رسمہ کے مطابق ایمان و قرآن ثریا پر چلا جانے پر بھی اپنی قوّت قدسیہ سے واپس لے آئیگا۔ دوسری جانب کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم حدیث سے ظاہر ہے کہ آخری زمانے کا مصلح موعود ابن مریم ہے جو اُمّت محمدیہ ہی کا ایک فرد ہوگا۔ پس آنے والے مسیح موعودؑ کا مرد فارسی الاصل ہونا قرآن مجید و احادیث سے ظاہر ہے۔ اور یہ پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب علیہ السلام کی ذات والا صفات میں پوری ہو چکی ہے اور رجال من ھؤلاء کی روایت بتاتی ہے کہ آپؐ کی ذریۃ طیبہ بھی اس میں شامل ہے ٭

(ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز اردو)